عبدالرؤف ظفر (اسلامی یونیورسٹی)
(لیکچرار شعبہ علوم اسلامیہ) (بہاولپور)

قریش اور عہد نبوی کی تجارت

سورۃ القریش کی تفسیر

لایلٰفِ قریش ٥ الٰفھم رحلۃ الشتاءِ والصیف ٥ فلیعبدوا ربّ
ھٰذا البیت ٥ الذی اطعمھم من جوع وامنھم من خوف ٥

قریش کو جاڑے اور گرمی کے سفر میں اپنے تجارتی عہد و پیمان کے لئے چاہیئے
کہ اس خانہ کعبہ کے مالک کو پوجیں۔ جس نے انہیں بھوک سے بچا کر کھانا اور خوف
سے بچا کر امن و امان بخشا۔

قریش کو چونکہ خشک بنجر زمین میں کھانے کی چیزیں ملتی تھیں۔ عام بے امنی کے زمانہ میں ان کو اطمینان حاصل تھا۔ شہر کے اندر بھی حرم میں کوئی قتل اور خونریزی جائز نہ تھی اور حرم سے باہر وہ خدا کے پڑوسی مشہور تھے یہ تمام نعمتیں ان کو خانہ کعبہ کی وجہ سے حاصل تھیں۔

اس لئے رب کعبہ یعنی خدا تعالےٰ کا شکریہ ان پر واجب ہے۔ ان کے قافلے ذی قعدہ میں لوٹ آتے تھے۔ [۱]

شاید اس وجہ سے مہینہ کا نام ذیقعدہ پڑ گیا۔ یعنی بیٹھنے کا مہینہ۔ اس کے بعد ذی الحجہ آتا ہے۔ جس میں ان کا موجود رہنا ضروری تھا۔ اس امن و امان کے معاوضہ میں قریش ان قبائل کے ساتھ یہ سلوک کرتے تھے۔ کہ ان کی ضرورت کی چیزیں لے کر وہ خود ان کے پاس جاتے تھے۔ دراصل یہ بھی قریش کی خرید و فروخت کا ایک

[۱] اسباب النزول سیوطی ص ۲۴۲ جلال الدین سیوطی

سبب نفاء۔

کانت لقریش رحلتان یرحلون فی الشتاء الی الیمن و فی الصیف الی الشام و یتجرون و کانو فی رحلتھم امنین[17]

قریش دو سفر کرتے تھے۔ سردی میں یمن جاتے تھے۔ اور گرمی میں شام جاتے وہ اپنے دونوں سفروں میں بے خوف رہتے تھے۔

ابن زید سے روایت ہے۔ کانت لھم رحلتان الصیف الی الشام و الشتاء الی الیمن فی التجارۃ[19]

وہ تجارت کے لئے دو سفر کرتے تھے۔ گرمی میں شام کی جانب اور سردی میں یمن کی جانب عن ابن عباس کانوا یشتون بمکۃ و یصیفون بالطائف"

حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے۔ کہ مکہ میں سردیاں گذارتے۔ اور طائف میں گرمیاں۔

اس کے متعلق تفسیر طبری۔ فتح القدیر اور تفسیر الرازی میں تقریباً یہی الفاظ یا وہی تفسیر بیان کئے گئے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے۔

کانوا فی ضرو مجاعۃ حتی جمعھم ھاشم علی الرحلتین فکانوا یسقمون ربھم بین الغنی و الفقیر حتیٰ کان فقیرھم کغنیھم وقال الکلبی کان اول من حمل السمراء یعنی القمح الی الشام و رحل الیھا الابل ھاشم بن عبد مناف[20]

---

[17] اسباب النزول سیوطی ص۲۴۲ جلال الدین سیوطی

[18] تفسیر الکشاف جلد ۳ ص۳۶۶ الکشاف عن حقائق التنزیل و عیون الاقاویل فی وجوہ التاویل۔ ابو القاسم محمود جار اللہ بن عمر زمخشری خوارزمی

[19] تفسیر القاسمی المسمیٰ محاسن التاویل۔ تالیف محمد جمال الدین قاسمی جلد ۱۷ ص۶۲۷

[20] تفسیر خازن المسمیٰ لباب التاویل فی معانی التنزیل جلد نمبر ۴ ص۲۹۸ علاؤ الدین علی بن محمد بن ابراہیم۔ بغدادی۔ متوفی ۷۲۵ھ طبع ثانیہ ۱۳۷۵ھ مکتبہ مصطفیٰ البابی الحلبی مصر

پہلے ان کی حالت بری تھی۔ ہاشم نے انہیں دو سفروں کی طرف مائل کیا۔ ان سفروں میں جو نفع حاصل ہوتا تھا۔ وہ نفع امیر و غریب دونوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔ یہاں تک کہ غریب بھی امیر ہو جاتا۔ کلبی نے کہا۔ شام کی طرف سب سے پہلے گندم اور اونٹ لے کر ہاشم بن عبد مناف گیا۔ قریش میں ہاشم جس کا اصل نام عمرو تھا۔ بہت مشہور تھا۔ ایک بار قحط پڑ گیا۔ تو وہ قحط میں فلسطین کی طرف نکل گیا۔ اور بڑی مقداریں آٹے کی بوریاں اونٹوں پر لاد کر لایا۔ اونٹ ذبح کر دیے گئے۔ آٹا پکنے لگا۔ اپنے پرائے سب میں تقسیم کیا گیا۔ ہشیم کا مفہوم توڑنا ہے۔ روٹیاں توڑ توڑ کر شوربے میں بھگو کر کھلائی جاتی تھیں۔ عرب میں اس قسم کے کھانے کو ہشیم کہتے ہیں۔ اس لیے عمرو کا نام ہاشم پڑ گیا۔ مختلف سفروں میں یہ سامان لے کر جاتے۔ اور پر امن واپس لوٹتے۔ یہ بات مسلّم ہے۔ کہ قریش کا پیشہ تجارت تھا۔ ہاشم کی کوشش سے قیصر اور نجاشی کی سلطنت میں قریش کے سامانِ تجارت کو ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا۔ عرب کے راستے محفوظ ہو گئے۔ ہاشم نے دوسرے قبائل سے معاہدے کئے۔ کہ وہ قریش کے سامان تجارت سے تعرض نہ کریں۔ [۵۲۱]

تجارتی معاہدے

تفسیر روح المعانی میں ہے۔

الایلف عهود بينهم وبين الملوك

هاشم يولف ملك الشام والمطلب الكسرى وعبد الشمس و نوفل

مولفان ملك مصر والحبشة [۵۲۲]

ایلف سے مراد وہ معاہدے ہیں۔ جو ان میں اور بادشاہوں میں ہوتے تھے ہاشم شام کو پسند کرتا تھا۔ مطلب کسریٰ کو عبد الشمس اور نوفل ملک مصر اور حبشہ کی طرف رجحان رکھتے تھے۔

۵۲۱ امالی ابو علی قالی (۱) بحوالہ تاریخ اسلام جلد اوّل ص ۳۳ معین الدین احمد ندوی (۱۱) سیرت مصطفیٰ ص ۵۵

۵۲۲ تفسیر روح المعانی جلد ۳۰ ص ۲۳۸ ابو الفضل شہاب الدین محمود آلوسی ابراہیم سیالکوٹیؒ

البغدادی المتوفی ۱۲۷۰ھ

(۱۱) کتاب المحبر لابن حبیب ص ۱۶۲ محمد بن حبیب

بنو عبد مناف چار بھائی تھے۔ بحر المحیط میں اس طرح ہے ۱۔ ہاشم ملک شام کو پسند کرتا تھا۔ ۲۔ عبد الشمس حبشہ کو ۳۔ مطلب یمن کو ۴۔ نوفل فارس کو [۲۳]

قدیم تاریخ میں عرب کی تجارت کا ذکر ملتا ہے۔ سکندر اعظم کو ۳۲۵ ق۔م میں خلیج فارس اور سواحل عرب کا علم ہوا۔ اسکندریہ اور خلیج فارس میں اس کو عرب تاجروں سے واقفیت کا موقعہ ملا۔ قلعہ ناعط جو سلاطین یمن کے پہاڑ کی چوٹی پر تعمیر کیا تھا۔ اسلام سے پندرہ سو برس قبل کی تعمیر ہے۔ وہب بن منبہ (جنہوں نے صحابہ کا زمانہ پایا) نے اس کا ایک کتبہ پڑھا تھا۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔

یہ ایوان اس وقت تعمیر کیا گیا۔ جب کہ ہمارے لیے مصر سے غلہ آتا تھا۔ [۲۴]
وہب کا بیان ہے۔ کہ میں نے جب حساب کیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ اس کو سولہ سو برس سے زیادہ گزر چکے ہیں۔ [۲۵]

مکہ کے متعلق ہے ۔۔۔۔۔۔ حضرت مسیح علیہ السلام سے ڈھائی ہزار برس قبل یہ کاروان تجارت کی ایک منزل گاہ تھا۔ [۲۶]

فرانسیسی مورخ ہورآرٹ (HAR DA ART) اپنی تاریخ عرب کے دیباچہ میں لکھتا ہے۔

تین ہزار برس ق۔م میں ہم سامی اقوام کو ادھر ادھر انتقال مکانی کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ کنعانی شام میں نظر آتے ہیں۔ جہاں فینقی خلیج فارس کے سواحل (بحرین) سے آکر تجارتی شہر قائم کرتے ہیں۔ جہاز رانی میں ترقی کرتے ہیں اسی اثناء میں وہ شہروں کی بنیاد ڈالتے ہیں۔ اور حکومتیں قائم کرتے ہیں۔ جس کی دولت کا مدار تجارت

[۲۳] تفسیر بحر المحیط جلد ۸ ص ۱۵ اثیر الدین ابو عبداللہ محمد بن یوسف مکتبۃ النصر ریاض
[۲۴] معجم البلدان ذکر ناعط جلد ۵ ص ۲۵۳ شہاب الدین ابو عبداللہ یاقوت
[۲۵] ارض القرآن جلد اول ص ۹۸ سلیمان ندوی معجم البلدان جلد ۵ ص ۲۵۳
بیروت
[۲۶] تاریخ ارض القرآن جلد اول ص ۴۷

ہے۔[۲۷]

اسی طرح ایک اور مقام پر ذکر ہے۔ ایشیا سے لے کر یورپ تک عرب قدیم تجارت کے مالک تھے۔ بحرانی نام ان کا آرامی تھا۔[۲۸]

یمن میں معین مقام پر آباد قوم کے متعلق ایک قدیم جغرافیہ یونس نے لکھا ہے۔ کہ یہاں بطری اور فلسطین تک سڑک جاتی ہے۔ جہاں اہل قریہ اور اہل معین اور آس پاس کے تمام عرب بالائی ملک سے خوشبودار چیزوں کے بستے اور بخورات لاتے ہیں۔[۲۹]

پلینی (PLINY) کے بیان کے مطابق ان کی زمین کی خاص پیداوار چھوہارے اور انگور تھے۔ لیکن ان کی دولت کا اصل سرچشمہ جانوروں کی تجارت تھا[۳۰]

عہد قدیم کے راستے

عہد قدیم میں مغربی ممالک کے دیگر ممالک کے لئے تجارت کے جو تین راستے تھے۔ ان میں سے دو عرب میں سے گذرتے تھے۔ پہلا راستہ دریائے سندھ کے دہانے سے دریائے فرات تک جاتا تھا۔ اس مقام پر جہاں انطاکیہ اور مشرقی بحر روم کی بندرگاہوں کو جانے والی سڑکیں الگ ہوتی ہیں۔ سلطنت بابل کے دور عروج میں اس راستہ کو زبردست اہمیت حاصل ہوگئی۔ مگر اس سلطنت کے زوال کے ساتھ ہی یہ راستہ ترک کر دیا گیا۔ دوسرا راستہ جو پہلے سے بھی زیادہ اہم تھا۔ ہند کے ساحل سے لے کر حضر موت اور پھر وہاں سے بحر احمر کے ساتھ ساتھ شام تک جاتا تھا۔ اور دوسرا راہ مصر اور اسکندریہ[۳۱] یہ راستہ یمن سے

---

[۲۸] بحوالہ تاریخ ارض القرآن ص ۱۷۱

[۲۹] بحوالہ تاریخ ارض القران جلد اوّل ص ۱۷۱

[۳۰] بحوالہ تاریخ ارض القرآن جلد اول ص ۱۷۱ فارسٹر جلد ۲ ص ۲۲۴ تا ۲۲۶

[۳۱] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکہ جلد ۲ ص ۲۶ گیارہواں ایڈیشن

حجاز تک جاتا تھا۔ اور قرآن مجید میں اسے امام مبین کہا گیا [۳۲]

اس امام مبین سے مراد عام طور پر لوگوں نے وہ سڑک لی ہے۔ جو یمن سے شام کو جاتی ہے۔ قرآن مجید کی ایک اور آیت ہے۔ جس میں سبا کے تجارتی قافلو کا ذکر ہے۔

یہ پتہ چلتا ہے۔ کہ یہ راستہ جن علاقوں سے گزرتا ہے۔ وہ کتنے خوش حال تھے یہ آیت درج ہے۔ وجعلنا بینھم و بین القری التی بارکنا فیھا قری ظاھرۃ و قدرنا فیھا السیر سیروا فیھا لیالی وایاما اٰمنین [۳۳] ہم نے ان کے ملک اور بابرکت آبادیوں (شام) کے درمیان بہت کھلی آبادیاں قائم کردی تھیں۔ ان میں دن رات بے خوف وخطر چلو۔

اس آیت میں قریٰ ظاہرۃً کے معنی طبری نے قری المواصلہ بتاتے ہیں [۳۴] وہ شاہراہ جو حجاز ہوکر یمن سے شام جاتی ہے۔ قرآن مجید نے اسی راستے کو "امام مبین" کہا ہے۔ یعنی ظاہر راستہ عرب کی تمام بڑی بڑی آبادیاں اس کے دائیں بائیں واقع تھیں۔ اصحاب الایکۃ اور مؤتفکہ یعنی حضرت لوط کا قصبہ بحر میت کے قریب اسی راستے پر آباد تھا۔ قرآن مجید میں ہے۔ وانھما لبامام مبین۔ یہ دونوں گاؤں کھلے راستے پر ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ میں ایک قافلہ تجارت کے جس راستے سے گذرنے کا ذکر ہے۔ وہ یہی راستہ ہے۔ تورات کے الفاظ یہ ہیں۔

ناگاہ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے دیکھا۔ کہ اسماعیلیوں کا قافلہ جلعاد کی طرف سے آرہا ہے۔ اور مصر کو جارہا ہے۔ [۳۶] قران مجید میں اس طرح سے ہے

[۳۲] قرآن مجید الحجر آیت ۷۹

[۳۳] قرآن مجید السبا آیت ۱۸

[۳۴] تفسیر طبری پارہ ۲۲ السبا بحوالہ عربی ادبیات میں پاک و ہند کا حصہ ص ۳۳

[۳۵] قرآن مجید الحجر آیت ۷۹

[۳۶] تورات ص ۴۹ تکوین ۳۷ آیت ۲۸ کتاب مقدس

وجاءت سیارۃ ۳۷ ایک قافلہ آیا۔

یہ قافلہ جو سامان تجارت لے کر عرب سے مصر جاتا تھا۔ اسی شاہراہ سے گزر رہا تھا۔ ددو ان) اصحاب الایکہ جن کو قرآن مجید نے اسی راستہ پہ ہونا بیان گیا ہے۔ تورات بھی اس کی تائید سے خالی نہیں ہے۔

"جب کہ جنگل میں ددان والوں کی راہ میں تم شام بسر کرو۔ ۳۸

تاریخ یونان میں بھی اس راستہ کا ذکر ہے۔

یہیں سے ایک سیدھی سڑک اس شہر کو جاتی ہے۔ جس کا نام ہٹرادرقیم ہے اور فلسطین (شام) کو جاتی ہے۔ جہاں اہل قریہ (یمامہ و بحرین) معین اور تمام عرب قریب میں رہتے ہیں۔ ۳۹

قدیم مورخ آرٹی میڈروس جو ۱۰۰ ق۔م میں موجود تھا۔

سبا قرب وجوار کے قبیلوں سے تجارتی اسباب خریدتے ہیں۔ اور وہ اپنے ہمسایوں کو دیتے ہیں۔ اور اسی طرح دست بدست وہ شام اور جزیرہ تک پہنچتے ہیں۔ ۴۰

مصر پر جب یونانی بطلیموسیوں نے قبضہ کیا۔ انہوں نے تجارت کو اپنے ہاتھ لینا چاہا تو یمن سے مصر تک خشکی کا راستہ پر امن نہ تھا۔ اس لئے ہندوستان سے مصر تک انہوں نے براہ راست بحری سفر اختیار کیا۔ اس طریق سفر نے عربوں کی بحری تجارت کو ڈبو دیا۔

"انسائیکلوپیڈیا برٹانیکہ طبع گیارہ کا مضمون نگار "عرب" لکھتا ہے۔

جنوب مغربی عرب (حضرموت یمن) کی خیر و برکت کا سب سے بڑا سبب اس زمانہ میں یہ تھا۔ کہ مصر اور ہندوستان کے درمیان کا تجارتی سامان پہلے سمندر کی راہ

---

۳۷ قرآن مجید سورہ یوسف آیت ۱۹

۳۸ توراۃ اشعیا۔ ۲۱۔ ۲۳ بحوالہ ارض القرآن ص ۲۳۳ جلد دوم سلیمان ندوی

۳۹ برٹن کی گولڈ مائنس آف لاتن ص ۱۷۹ ۔ ۱۸۰ بحوالہ ارض القرآن دوم ص ۲۳۳

۴۰ آرٹی میڈروس مورخ بحوالہ ارض القرآن ص ۲۳۴ سلیمان ندوی جلد دوم

سے یہاں آتا تھا۔ اور پھر خشکی کے راستہ سے مغربی ساحل پر جاتا تھا۔ یہ تجارت اس عہد میں مسدود ہوگئی۔ کیوں کہ مصر کے بطلیموس بادشاہوں نے ہندوستان سے اسکندریہ تک براہ راست ایک راستہ بنالیا۔ [۲۱]

اسی کتاب میں "سبا" کے تحت ایک مضمون نگار لکھتا ہے۔

خشکی کی تجارت جب زوال پذیر ہوگئی۔ اور سب ساحلی آبادیوں کے درمیان جو تجارتی سفر ہوتے تھے۔ جب وہ جاتے رہے۔ اور ان کی جگہ بحر کا راستہ اختیار کیا گیا۔ تو ناچار یہ آبادیاں نیست و نابود ہوگئیں۔ [۲۲]

مورخ آرتی میڈروس کہتا ہے۔

سبائی یہ چیزیں مقابل کے حبشی سواحل سے لاتے ہیں۔ جہاں سے یہ لوگ چمڑے کی کشتی میں بیٹھ کر چلے جاتے ہیں [۲۳]

اشعیا نبی بابل کے ذکر میں کہتے ہیں۔

ہرگز عرب لوگ اب وہاں (خیمے) ایستادہ نہ کریں گے۔ [۲۴]

ولا یخیم اعرابی فیھا خباء

عربوں کے مختلف قوموں اور ملکوں سے تجارتی تعلقات

عربوں کے تجارتی تعلقات عرب ممالک سے تھے۔ جب کہ افریقہ باستثناء چند سواحل کے نامعلوم حالات میں تھا۔ عربوں کے تجارتی تعلقات ہندوستان چین وسط افریقہ اور یورپ کے غیر مشہور ممالک مثلاً روس سویڈن اور ڈنمارک

---

[۲۱] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکہ مضمون "عرب"

[۲۲] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکہ مضمون "سبا"

[۲۳] کی تاریخ قدیم جلد ۱ صفحہ ۳۱۰ ۳۱۲ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکہ

[۲۴] اشعیا باب فصل ۱۳ ۲۰ کتاب المقدس العہد العتیق المجلد الثانی صفحہ ۲۳

کے ساتھ تھے۔ ۴۵

ان کے علاوہ حبش۔ ایران، ایراق، بابل، شام مصر اور یونان سے بھی ان کے تجارتی تعلقات تھے۔ یہ تمام ممالک عرب کے چاروں طرف اس طرح واقع ہیں۔ کہ عرب اس دائرہ کا نقطہ بن گیا۔ اسی وجہ قرآن مجید میں مکہ کو ام القریٰ کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔

لتنذر ام القریٰ ومن حولها

تاکہ آپ بستیوں کے مرکز (مکہ) اور اس کے اطراف میں رہنے والوں کو متنبہ کریں۔ ۴۶

تجارتی راستے عرب سے مختلف ممالک کو مختلف راستے جاتے تھے۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں ہے۔ یہ بات یقینی ہے۔ کہ عرب بہت قدیم زمانے سے سری لنکا سے واقف تھے۔ کیوں کہ یہاں سے وہ موتی اور قیمتی پتھروں کی تجارت کیا کرتے تھے۔ اور ظہور اسلام سے تین برس قبل انہوں نے یہاں اپنے تجارتی مرکز قائم کر لیے تھے۔ ۴۷

اس جزیرہ میں مسلمانوں کی آمد کے متعلق بلاذری نے یہ لکھا ہے۔

سندھ میں محمد بن قاسم کے حملے سے پہلے مسلمان تاجر سری لنکا میں موجود تھے۔ اور سندھ میں حملے کا سبب بھی یہی تھا۔ کہ دیبل کے بحری قزاقوں نے ان جہازوں کو لوٹ لیا تھا۔ جن میں سیلون کے حکمران نے مسلمانوں کے یتیم بچوں کو بھیجا تھا۔ ۴۸ "تمدن عرب" میں ہے۔

چین کی طرف سے بھی عرب سے بری اور بحری دونوں راستے جاتے تھے۔ عربوں کے یورپ کے ساتھ تجارتی تعلقات کئی راستوں سے تھے۔ ایک

---

۴۵ تمدن عرب، سید علی بلگرامی ص ۵۸۹ ملک مقبول احمد مقبول اکیڈمی لاہور ۱۹۶۰
۴۶ قرآن مجید سورۃ الانعام آیت ۹۲
۴۷ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ص ۵۳۸
۴۸ فتوح البلدان ص ۶۱۸ بلاذری، حصہ دوم احمد بن یحییٰ ابن جابر

راستہ پر پر سے تھا۔ دوسرا بحر متوسط سے۔ تیسرا وہ راستہ جو روس سے ہوکر دریائے والگا پر سے شمالی یورپ کو جاتا تھا۔ [۴۹] چنانچہ اس سے واضح ہوتا ہے۔ کہ عرب کے ان تجارتی صوبوں کو اپنے ہمسایہ ملکوں سے زیادہ تر تعلق تھا۔ بحرین کے پاس کچھ عرب تاجروں نے انتقال مکان کرکے بحر روم کے سواحل پر (بحرابیض و بحر متوسط) شام وکنعان کے بحری مقامات پر سکونت اختیار کر لی تھی۔ بنی اسرائیل ان کو آرامی اور کنعانی اور اہل یونان ان کو فنقین افنیشین کہتے تھے۔ ان فینقی عربوں نے یورپ اور افریقہ کے انتہائی ملکوں تک اپنے تجارتی سلسلے پھیلا رکھے تھے۔ یونان میں تہذیب و تمدن کا آغاز انہی بیوپاریوں کے ذریعہ سے ہوا۔ اور رفتہ رفتہ یہ چنگاریاں دور دور تک اپنی روشنی کی شعاعیں ڈالتی گئیں۔ یمن اور حضر موت کے بعد عرب ایک طرف کو افریقہ سے گذر کر حبش میں نو آبادی قائم کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ اور دوسری طرف ہندوستان کے ساحلی صوبوں تک پہنچ گئے۔ وہاں سے سامان شام اور مصر کی منڈیوں تک پہنچاتے۔ عربوں کے تجارتوں راستوں کے متعلق توراۃ اور قدیم یونانی تاریخوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ عرب تاجر دو ہزار برس قبل مسیح سے بردبران خدمات کو انجام دے رہے تھے۔ مشرق و مغرب کے درمیان تجارتی تعلقات کی ہی عرب ہی رہے ہیں۔ افریقہ اور ہندوستان سے سامان تجارت بحری راستوں سے آکر یمن اور حضر موت کے سواحل پر اترتا۔ اور وہاں سے خشکی کے راستے سے بحر احمر کے کنارے کنارے حجاز۔ مدین اور وادی القریٰ کو قطع کرکے شام پہنچتا۔ اور پھر وہاں سے بحر روم سے ہوکر یورپ کو چلا جاتا یا شام کی سرحد سے مصر پہنچتا۔ اور وہاں سے اسکندریہ کی بندرگاہ سے یورپ کو روانہ ہو جاتا۔ ان تمام حقائق سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ عرب بری اور بحری دونوں راستوں سے مختلف ممالک سے ملا ہوا تھا۔ اور تجارت میں بہت آسانی تھی۔ [۵۰]

---

[۴۹] تمدن عرب ص۵۹۰ ۵۹۳ علی بلگرامی ، مقبول اکیڈمی، لاہور

[۵۰] ارض القرآن حصہ دوم ص۳۳۳ سلیمان ندوی

درآمد و برآمد

سامان تجارت

جن قوموں کے ساتھ عرب تجارت کرتے تھے۔ انہوں نے ان چیزوں کی تفصیل محفوظ کی ہے۔ ان کا تجارتی سرمایہ عموماً تین چیزوں پر مشتمل تھا۔

۱۔ کھانے کا مصالحہ اور خوشبودار چیزیں

۲۔ سونا۔ جواہرات اور لوہا

۳۔ چمڑا۔ کھال زمین پوش۔ بھیڑ اور بکریاں۔

مختلف ممالک سے چیزیں لاکر ان کو دیگر ممالک میں بدل لیتے تھے عدن میں چین اور ہندوستان کی پیداوار مصر حبش کی پیداوار سے بدل جاتی تھی۔ یعنی نوبہ کے غلام ہاتھی دانت۔ سونے کے برادے چین کے حریر چینی کے برتنوں۔ کشمیر کی شال۔ مصالحہ۔ عطریات اور بیش بہا لکڑیوں کا باہم بدل ہوتا تھا[۱]

عرب تاجر ہندوستان سے جو اشیاء لے جاتے۔ ان میں سے عطر۔ گرم مصالحے اور گرم کپڑے شامل ہیں۔ یہاں سے لی جانے والی چیزوں کے نام عربوں نے قدرتی طور پر ہندوستان کی زبانوں سے لے لیئے تھے۔ چنانچہ قرن فل، فِل فُل ہیل۔ زنجبیل۔ جیفل۔ ناریل لیموں اور تنبول وغیرہ۔ ہندی زبان کے معرب الفاظ ہیں۔

بعض چیزیں جن کے نام عربی میں موجود تھے۔ ان کے ساتھ لفظ ہندی کا اضافہ کرکے نئے نام بنا لیئے گئے۔ مثلاً عود ہندی۔ قسط ہندی۔ تمر ہندی وغیرہ۔ تمر ہندی انگریزی میں تمرنڈ بن گیا۔ ہند میں بنے ہوتے کپڑے یمن اور وہاں سے حجاز جاتے تھے۔ اور عربی کے الفاظ شاس (ململ) پشت (چھینٹ)، فوط (چار خانہ تہمد) اسی طرح سے اس زبان میں داخل ہو گئے۔[۲]

---

[۱] تمدن عرب ۵۹۰ سید علی بلگرامی، مقبول اکیڈمی لاہور ۱۹۶۰

[۲] تاج العروس من جواہر القاموس لفظ فوطہ ص۲ جلد ۵ محمد مرتضیٰ زبیدی رح

بقیہ بر صفحہ آئندہ

لوہے کی تلوار کے لئے ہندی اور مہند عربی میں (وصف) کے طور پر ہیں۔

لونگ الائچی۔ سیاہ مرچ۔ دارچینی۔ ہلدی سب جنوبی ہند کی پیداوار ہیں جو عرب میں پہنچتی تھیں۔ "تمدن عرب" میں ہے۔ تجارت عرب اور چین میں۔ جواہرات گھوڑے، سوتی کپڑے اور سرخ دلیس کا کپڑا وغیرہ لے جایا کرتے تھے۔ اس کے بدلے میں وہاں سے اطلس۔ کمخواب۔ چینی کے برتن۔ چائے اور کئی اقسام کی ادویہ لاتے تھے۔ ۵۳

دو ہزار ق۔م میں عرب تاجر مار با مصر کو جاتے دکھائی دیتے ہیں۔ ان کا سامان تجارت یہ تھا۔ بلسان۔ صنوبر۔ لوبان اور دیگر خوشبودار چیزیں ۵۴

ایک ہزار قبل مسیح میں حضرت داؤد علیہ السلام سبا کا سونا مانگتے تھے ۵۵

۹۵۰ ق م میں حضرت سلیمان ؑ کے دربار میں ملکہ سبا بلقیس کا تحفہ خوشبودار چیزیں۔ سونا اور بیش قیمت جواہرات پر مشتمل تھا۔ ۵۶

حضرت سلیمان ؑ کی کشتیاں یمن کی بندرگاہ اوفر سے سونا لاتی تھیں ۵۷

اوفر سے سونا کا اسفار یہود میں بہت زیادہ ذکر ہے۔

شام کے ہیکلوں میں عرب سے لایا ہوا لوبان جلتا تھا۔ ودان یعنی اصحاب الایکہ بیٹھنے کے فرش یا زین پوش یا دیگر شیوخ قیدار جانور بیچنے کو یروشلم لاتے تھے۔

"کتاب مقدس" میں خرقی ایل کے ستائیسویں باب میں عرب کی تجارت کے متعلق بہت سی مفید باتیں ہیں۔ یروشلم کو خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

---

۵۲ (حاشیہ صفحہ گذشتہ۔) دوسرا قوطہ ادبیات پاک و ہند کا حصہ ص ۳۱ ۵ ۳ ڈاکٹر زبید احمد ترجمہ

(حاشیہ صفحہ ہذا) ۵۳ تمدن عرب ص ۵۹۱

۵۴ تکوین ۳۷۔ ۲۶ (تورات) کتاب مقدس العہد العتیق جلد اول ص ۶۴

۵۵ زبور ۷۲، ص ۵۶۸ کتاب مقدس ص ۵۶۵ پاکستان بائبل سوسائٹی لاہور

۵۶ ایام، ۹-۹ کتاب المقدس العہد العتیق المجلد الاول ص ۷۱۶

۵۷ سلوک ۹۔ ۲۷ کتاب مقدس العہد العتیق سفر ملوک نمبر ۳ ص ۵۱۷

ودان اور باوان ازوال سے تیرے بازار میں آتے تھے۔ آبدار۔ فولاد تیزپات اور مصالحہ وغیرہ وہ تیرے بازار میں بیچتے۔ ودان بڑا سوداگر تھا وہ بکری اور مینڈھے لے کر تیرے ساتھ تجارت کرتے تھے۔ سبا اور رعماہ کے سوداگر تیرے ساتھ سوداگری کرتے تھے۔ وہ ہر قسم کے نفیس وخوشبودار مصالحے اور ہر طرح کے قیمتی پتھر اور سونا تیرے بازار میں لاتے تھے۔ حران اور کنہ، عدن اور سبا کے سوداگر تیرے ساتھ سوداگری کرتے تھے۔ ۵۸ھ

اشعیا نبی کے وقت میں ۷۰۰ء ق۔م ازوال سے جو صنعا کا قدیم نام ہے فولاد۔ تیزپات اور مصالحہ ملک شام کو جاتا تھا۔ ۵۹ھ

اسی زمانہ میں سبا یعنی شہر مآرب سے یہ چیزیں شام کو آتی تھیں۔ عمدہ خوشبو جواہر اور سونا، حاران، قانہ اور عدن کی راہ سے یہ چیزیں آتی تھیں۔ ۶۰ھ

مدین اور عیفا کی اونٹنیاں سبا کے ملک سے سونا اور لوبان لے کر آتی تھیں ۶۱ھ خوشبودار چیزیں سونا اور موتی وغیرہ اشیاء خود عرب کی بھی پیداوار تھیں۔ باکس جگہ سے آتی تھیں۔ ؟ یونانی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ چیزیں خوشبودار خود یمن کی پیداوار تھیں۔ اگاتھرشیدس ۱۴۵ ق م میں بیان کرتا ہے۔

سمندر سے متصل زمین میں بخورات (جلانے کی خوشبوئیں) دارچینی چھوہارے وغیرہ کے نہایت بلند درختوں کے گنجان جنگل ہیں۔ سبا میں دنیا میں سب سے زیادہ دولت مند لوگ ہیں۔ چاندی اور سونا ہر طرف سے بکثرت لایا جاتا ہے۔ ۶۲ھ

اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ بعض چیزیں خود ملک میں پیدا ہوتی ہیں۔ چنانچہ ہمدانی نے نہایت تفصیل سے ان بیانات اور درختوں کا حال لکھا ہے۔ لوبان اور زعفران

۵۸ھ کتاب مقدس یعنی پرانا اور نیا عہد نامہ حزقی ایل باب ۲۷، آیت ۱۹ تا ۲۴ پاکستان بائبل سوسائٹی انارکلی لاہور۔ ۱۹۶۲

۵۹ھ اشعیاء نبی ۲۷۔ ۱۴

۶۰ھ اشعیاء نبی ۲۷۔ ۱۴

۶۱ھ اشعیاء ۶۰ فصل آیت ۶ کتاب المقدس العہد العتیق جلد ثانی صہ ۳۹۹ (باقی بر صفحہ آئندہ)

کی نسبت لکھا ہے۔ کہ وہ یہیں سے ہی تمام دنیا میں جاتا ہے۔ آج بھی یہ چیزیں عرب سے ہی دنیا میں جاتی ہیں۔

سب سے حیران کن بات یہ ہے۔ کہ غریب اور مفلس عرب کے جس سونے کو یروشلم اور اسکندریہ کے بازاروں میں شہرت تھی۔ وہ خاص عرب کی کانوں سے نکلتا تھا۔ عرب میں سونے کی بہت بڑی بڑی کانیں بتائی جاتی ہیں۔ در عدن اور عقیق یمن کی شہرت غالباً اسی وجہ سے ہے۔ کتاب "صفة جزيرة العرب" للهمدانی میں سترہ کانوں کا ذکر ہے۔ مدین کے سونے کی کانیں انگریزوں کو بھی عرب کھینچ کر لے گئیں۔ اور خدیو مصر کے حکم سے ایک انگریز اس کی تحقیق کے لئے بھیجا گیا۔ اس نے "گولڈ مائنز آف مدین" کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ یمن کی کھال بہت مشہور تھی۔ اسی طرح عرب کی کھالیں بھی سامان تجارت میں بکتی تھیں۔ یہاں تک کہ فارسی شعرا کے کلام میں اس کی تلمیحات ہیں۔ سب اس کا بیان کرتے ہیں۔ کہ ستارہ سہیل جو یمن کے مقابل طلوع ہوتا ہے۔ اس کی روشنی میں کھال کی دباغت بہت عمدہ ہوتی ہے۔ طائف میں بھی یہ فن بہت کمال کو پہنچ گیا تھا۔ چنانچہ اس کا نام "بلد الدباغ" پڑ گیا ہے۔ ۶۳ھ

مسلمانوں کی ہجرت حبشہ کے بعد ان کے تعاقب میں قریش کا وفد نجاشی شاہ حبشہ کی نذر کے طور پر جو تحفے لے کر گیا تھا۔ ان میں کھال بھی تھی۔ ۶۴ھ

عرب کا مشہور شاعر طرفہ کہتا ہے۔

كسب اليمانى قدّه لم يجرد ۶۵ھ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) بحوالہ تاریخ ارض القرآن ص ۳۳۷

(حاشیہ صفحہ ہذا) ۶۳ھ صفة جزيرة العرب ص ۱۲۰ بحوالہ ارض القرآن ص ۳۸ ۱۹۷۵

۶۴ھ (۱) سیرت ابن ہشام (السيرة النبويہ جلد اول ص ۲۰۰ ابو محمد عبد الملک بن ہشام

(۱۱) مسند امام احمد ہجرت حبش۔ اہل بیت

۶۵ھ سبعہ معلقہ بحوالہ تاریخ ارض القرآن جلد دوم ص ۳۲۵

عرب جو چیزیں دیگر ملکوں سے لاتے۔ ان میں شراب۔ غلہ۔ ہتھیار دیگر سامان آرائش۔ مثلاً آئینہ بھی شامل ہیں۔

غلہ یمن اور شام سے آتا تھا۔ سورہ جمعہ میں جس واقعہ کا ذکر ہے۔ وہ دوران جمعہ شام کے غلہ کے بیوپاری آتے تھے۔

واذا رأو تجارۃً اولھوً انفضوا الیھا وترکوک قائماً۔ قل ما عند اللہ خیرٌ من اللھو ومن التجارۃ [۶۶]

جب یہ لوگ کسی تجارت یا کھیل تماشا کو دیکھ پاتے ہیں۔ تو اس کی طرف دوڑ پڑتے ہیں۔ اور آپ کو تنہا کھڑا چھوڑ دیتے ہیں۔ کہہ دیجیئے جو خدا کے پاس ہے۔ وہ کھیل اور تجارت سے بہتر ہے۔ کاغذ شام سے آتا تھا۔

طرفہ کہتا ہے۔ وخدٌ کقرطاس الشامی [۶۷]

شامی تاجر کے کاغذ کی طرح

شراب زیادہ تر شام سے آتی تھی۔ [۶۸]

عمرو بن کلثوم کہتا ہے۔

الا ھبی بصحنک فاصبحینا
ولا تبقی خمور الاندرینا [۶۹]

ہاں اٹھ اور صبح کی شراب پلا۔ اندرین کی شراب کچھ چھوڑنا نہیں۔ اندرین شام میں ہے۔ غرض جو چیز عرب میں ہوتی۔ اس کو عرب تاجر باہر لے جاتے۔ اور جس چیز کی انہیں ضرورت ہوتی۔ اس کو دوسرے ممالک سے درآمد کر لیتے

قریش کی تجارت

یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ قریش ایک تاجر قبیلہ تھا۔ اس پیشہ کو وہ باعث افتخار سمجھتے تھے۔ بلکہ زراعت

---

۶۶ قرآن مجید۔ سورہ جمعہ ۲۸۔ آیت ۱۱

۶۷ طرفہ بحوالہ ارض القرآن صفحہ ۳۲ اشاعت ۱۹۷۵

۶۸ فتح الباری جلد ۸ صفحہ ۲۰۹ حافظ احمد ابن حجر عقلانی

۶۹ سبعہ معلقہ عمرو بن کلثوم بن مالک

و کاشتکاری جیسا معزز پیشہ ان کے نزدیک کم تر بن پیشہ تھا۔ چنانچہ اہل مدینہ چوں کہ کاشتکار تھے۔ قریش انھیں حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ ؎۷ یہاں تک کہ جنگوں میں ان سے لڑنا اپنی توہین سمجھتے تھے۔ ظہور اسلام سے سو برس قبل یمن اور شام کے ملک میں سیاسی انقلاب پے درپے ہو رہے تھے۔ ان حالات کو دیکھ کر نفسی اور ہاشم نے کارواں تجارت کو منظم کیا۔ اہل حبش یمن پر قابض ہو گئے تھے۔ شام رومیوں کے تسلط میں تھا۔ ہاشم نے اپنے رسوخ کی بنا پر قیصر اور نجاشی سے قریش کے کارواں کے بے روک ٹوک آمد و رفت کی اجازت حاصل کر لی۔ قریش کے کارواں بے خوف و خطر آیا جایا کرتے۔ موسم گرما میں شام بلکہ ایشیائے کوچک تک اور سردیوں میں یمن جاتے۔ حالانکہ ملک عرب میں عام بدامنی اور لوٹ مار جاری رہتی تھی۔ قریش کو لوگ خانہ کعبہ کے متولی ہونے کی وجہ سے معزز سمجھتے تھے۔ کیوں کہ اس گھر کا ان کے دلوں میں احترام تھا۔ اس بے خوفی سے سفروں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو خطاب فرمایا ہے۔

لا یغرنّک تقلّبُ الذین کفروا فی البلاد ؎۸

ان کافروں کا ملکوں میں پھرنا آپ کو دھوکہ نہ دے

دوسری جگہ یوں ارشاد فرمایا۔

فلا یغررک تقلبھم فی البلاد

ان کا ملک ملک پھرنا آپ کو دھوکہ نہ دے۔

سورۃ القریش میں اس کی مکمل تفصیل بیان کی گئی۔ جس کی شرح میں مفسرین نے لکھا ہے۔ کہ انہیں خانہ خدا کی وجہ سے تمام قسم کی نعمتیں حاصل تھیں۔ ان کی تجارت کی شہرت ملک ملک پھیل گئی۔ تاجرانہ ترقی کی انتہا یہ تھی۔ کہ بیوہ عورتیں تک اپنا سرمایہ تجارت میں لگا لیتیں۔ حضرت خدیجہ رضؓ قبیلہ قریش کی ایک بیوہ خاتون تھیں۔ جن کا سامان تجارت ملک شام میں مختلف لوگ لے کر جاتے تھے۔

؎۷ بخاری شریف جلد ۲ ص ذکر قتل ابی جہل کتاب المغازی ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری ؎۸ قرآن مجید سورۃ آل عمران آیت ۱۹۶

؎ قرآن مجید پ ۲۴ المومن آیت ۴

آنحضرت بحیثیت تاجر

آنحضرت کے والد ماجد آپ کے چچا۔ دادا۔ پڑدادا سب تاجر تھے۔ ایک دفعہ بچپن میں ابوطالب آنحضرت کو شام کی طرف تجارت کے سفر پر لے کر گئے تھے۔ جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر صرف دس بارہ برس تھی۔ راستے میں بحیرہ نامی راہب ملا۔ تو اس نے کہا کہ یہ بچہ نبی ہوگا۔ کیوں کہ اس میں آخری نبی ہونے کی تمام نشانیاں موجود ہیں۔ [۵۳]

آنحضرت یتیم تھے۔ بچپن میں دادا کے بعد چچا ابوطالب کفیل رہے۔ جب ذرا ہوش سنبھالا۔ تو ارد گرد تجارت کا ماحول دیکھا۔ لیکن چوں کہ کمسن تھے۔ اس لئے بکریاں چرانا شروع کر دیں۔ جوان ہوئے۔ تو ان کے پاس اتنا سرمایہ نہ تھا۔ کہ خود کاروبار کرتے نہ ہی ابوطالب علیحدہ کاروبار کے لئے پیسہ دے سکتے تھے۔ آپ کی شرافت اور دیانت سب لوگوں کے دلوں میں اپنا گھر کر چکی تھی۔ عرب میں دستور تھا۔ کہ سرمایہ دار لوگ اچھے تجربہ کار اور ایمان دار آدمی کو شریک کار کر لیتے۔ اور اس کو نفع میں سے مقررہ حصہ دیتے۔ آنحضرت مختلف لوگوں کے شریک کار رہے۔ ان میں سے حضرت سائب بن صائب مخزومی اور عبداللہ بن ابی الحمساء کے نام شامل ہیں۔ حضرت عبداللہ بن ابی الحمساء بیان کرتے ہیں۔

بعثت سے قبل میں نے آنحضرت سے خرید و فروخت کا کوئی معاہدہ کیا۔ میں نے آپ سے کہا۔ باقی معاملہ اس وقت کریں گے۔ جب میں پھر آؤں گا۔ (آپ یہاں ٹھہریں۔) آپ کو اس جگہ پر ٹھہرے تین دن گزر گئے۔ [۵۴] آپ نے صرف اتنا فرمایا آپ نے مجھے بہت زحمت دی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تجارت کے پیشہ میں وعدہ کی کتنی اہمیت ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔

(العهد) "ان العهد كان مسئولا" [۵۵]

عہد کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

---

[۵۳] سنن ابی داؤد جلد ۲ ص ۳۲۶ کتاب الادب باب فی الوعد مطبع محمد ذاکر کراچی باب کراہیۃ

[۵۴] الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جلد ۲ ص ۵۳ ابوعمر یوسف عبداللہ بن محمد بن عبداللہ

[۵۵] قرآن مجید سورۃ الاسراء۔ آیت ۳۴

حضرت قیس بن سائب کا بیان ہے۔ کہ آنحضرتؐ شرکائے تجارت کے ساتھ ہمیشہ معاملہ صاف رکھتے تھے۔ کبھی بھی آپ کا کسی سے جھگڑا پیدا نہ ہوا تھا۔

دوسری دفعہ بیس سال کی عمر میں حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کے ساتھ شام کا تجارتی سفر کیا تھا۔

آنحضرت کی شہرت سن کر حضرت خدیجہؓ نے آنحضرت کو اپنے غلام میسرہ کے ساتھ شام بھیجا۔ آنحضرت کو اس سفر میں اپنی دیانت اور سابقہ تجربہ کی بنا پر دوسروں کی نسبت بہت زیادہ نفع ہوا۔ میسرہ بھی آپ کے اخلاق سے بہت ہی متاثر ہوا۔ اس نے حضرت خدیجہ کے سامنے آں حضرت کے اخلاق وعادات کی تعریف کی۔ [۵۶]

آنحضرت کی خوبیاں سن کر آپ سے حضرت خدیجہ نے شادی کا ارادہ کیا۔ حالانکہ یہ چہل سالہ خاتون قریش کے کئی لوگوں کی دعوت کو مسترد کر چکی تھیں۔ آپ نے ان سے نکاح کر لیا [۵۷]

اس سے قبل آنحضرتؐ کو ایک حصہ منافع ملتا تھا۔ لیکن اب خود مالک بن گئے۔ پورا قافلہ آنحضرتؐ کی زیر قیادت چلتا تھا۔ ایک موسم میں شام۔ بصرہ اور ایشیائے کوچک کی طرف اور دوسرے موسم میں یمن۔ بحرین۔ کویت اور مسقط تک جاتے اپنا مال وہاں فروخت کرتے۔ اور وہاں کا مال وہاں سے لے آتے۔ آپؐ نے بحر مردار کے سواحل اور بندرگاہوں کی بھی سیر کی اور خلیج فارس کے مشہور شہروں اور وہاں کی بحری تجارت اور اس کے آئین کا بھی مشاہدہ کیا۔ [۵۸]

نبوت کے بعد بحرین سے عبد القیس کا وفد آیا۔ تو آپؐ نے بحرین کے ایک

[۵۶] (۱) سیرت ابن ہشام ص۱۲۲ جلد اول ابو محمد عبد الملک ابن ہشام متوفی ۲۱۳ھ فاروقی کتب خانہ ملتان۔ ۱۹۷۷ء۔

(۲) سیرت الرسول ص۱۵۷۔ محمد حسین ہیکل۔ ترجمہ مولانا محمد صدیق۔

[۵۷] مدارج النبوۃ جلد ۲ ص۴۳۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی۔ مارچ ۱۹۷۵ء۔ مطبع کراچی اردو۔

[۵۸] بحوالہ سیرت محبوب کائنات ص۱۱۸ عبد الحمید دہلوی۔

ایک مقام کا نام لے کر حالات پوچھنے شروع کر دیئے۔ ان کے تعجب کرنے پر فرمایا۔ میں نے تمہارے ملک کی سیر کی ہے۔ ۷۹ھ

محدثین نے تصریح کی ہے کہ آپ یمن کے بازار جرش میں بھی تشریف لے گئے۔ صنہ۹ ھ

آنحضرتؐ نے پوری کامیابی اور سرگرمی کے ساتھ شادی کے بعد بھی تقریباً بارہ برس تک اسی معزز پیشے کو شرف بخشتے رہے۔ آپؐ نے نہ صرف مکہ بلکہ پورے عرب میں ایک اعلیٰ مقام حاصل کر لیا تھا۔ میلوں میں لوگ تلاش کرتے پھرتے کہ ہم نے محمدؐ بن عبداللہ سے مال خریدنا ہے۔ بتایا جائے۔ آپ لاکھوں روپیہ پیدا کرتے اور غریبوں۔ ضعیفوں۔ یتیموں۔ مسکینوں اور بیوہ عورتوں میں تقسیم کر دیتے۔ آپ کی فیاضی کے باوجود خداوند تعالیٰ آپ کے رزق میں برکت ڈالتا تھا۔

تجارت سے متعلق تعلیم نبویؐ

تجارت ایک معزز پیشہ ہے۔ اگر تجارت کی جائے تو اس سے خدا تعالیٰ دنیا و آخرت دونوں میں سرخروئی عنایت فرماتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا التاجر الصدوق الامین مع النبیین و الصدیقین والشہداء ۸۰ھ۔

راست باز اور امانت دار تاجر (قیامت کے دن) نبیوں۔ صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔

ایک حدیث میں آپؐ نے تجارت کو رزق کا ۹/۱۰ حصہ قرار دیا۔

علیکم بالتجارۃ فان فیھا تسعۃ اعشار الرزق ۸۱ھ

تجارت کی طرف توجہ کرو۔ کیونکہ رزق کا ۹/۱۰ حصہ تجارت میں ہے۔

۷۹ھ مسند امام احمد بن حنبل ج ۴ صہ ۲۰۶ - ۷۹ - ارض القرآن

۸۰ھ ترمذی شریف صہ ۱۷۹ جلد اول ابواب البیوع باب ماجاء فی التجارۃ ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی۔

مشکوٰۃ شریف صہ ۲۴۳ باب فی المضاربۃ۔

برے تاجر کو آنحضرتؐ نے عذاب سے ڈرایا ہے۔ ارشاد نبوی ہے۔

عن عبید ابن رفاعة عن ابیه عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال التجار یحشرون یوم القیامة فجارًا الا من اتقی وبرّ وصدق۔ ۵۸۲

عبید بن رفاعہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ تاجر لوگ قیامت کے دن گناہ گار کی حیثیت سے اکٹھے کیے جائیں گے۔ مگر جو شخص ہر گناہ کی بات سے بچتا رہا۔ اور نیکی اور صدقہ وخیرات کرتا رہا۔

آنحضرتؐ کی تعلیمات کے مطابق تاجر کو امانت دیانت اور وعدہ وفا کرنا چاہیے۔

حرام اشیاء کی تجارت ناجائز ہے۔ شراب کی بیع میں آنحضرتؐ نے دس شخصوں پر لعنت کی ہے۔ ۵۸۳

غرضیکہ تجارت کسبِ حلال کا ذریعہ ہے۔ انبیاء۔ اور صلحاءِ امت کا ذریعہ معاش ہے۔ اس پر عمل کر کے مسلمان کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔

صحابہ کرام اور تجارت

معاش کے لیے بہت سے طریقے اور ذرائع ہیں۔ لیکن ان میں سے سب سے اہم اور مشہور دو ہی ہیں (۱) تجارت (۲) زراعت۔ صحابہ کرام نے انہیں دو کو اپنایا۔ مہاجرین نے تجارت کو اپنا ذریعہ معاش بنایا۔ جب کہ انصار زراعت پیشہ تھے۔ بخاری شریف اول ص۳۱۶ "باب ماجاء فی الغرس"

غزوہ بدر میں جب حضرت معوذ بن عفراء انصاری اور ان کے بھائی معاذؓ نے ابوجہل کو قتل کیا تو اس کے آخری الفاظ یہ تھے۔ کاش مجھے ان کاشتکاروں کے علاوہ اور کوئی قتل کر دیتا۔ ۵۸۴ مدینہ میں مسلمانوں کی ہجرت سے قبل تمام

---

۵۸۲ : ترمذی ص۱۷۹ جلد اول ابو عیسیٰ ترمذی ابواب البیوع

۵۸۳ ترمذی شریف۔ جلد اول ص۱۸۹ ابواب البیوع ماجاء فی بیع الخمر۔ ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی۔

۵۸۴ بخاری شریف ص۵۶۳۔ کتاب المغازی قتل ابی جہل ص۵۶۳ جلد دوم "قال ابوجہل

تجارتی کاروبار یہودیوں کے ہاتھ میں تھا۔ مدینہ سے شام تک ان کے تجارتی مرکز تھے۔ ابن ابی الحقیق ایک یہودی تھا جس کو لوگ تاجر اہل مجاز کہا کرتے تھے ۵۵۔ مسلمانوں نے آہستہ آہستہ ان پر قبضہ کیا۔ اور ۷ھ میں ان سے نجات دلائی۔

مکہ میں کفار قریش نے مسلمانوں کا ناک میں دم کر رکھا تھا۔ انسانیت سوز سزائیں دیتے۔ مسلمانوں نے مدینہ پہنچ کر قریش کو عاجز کرنے کے لیے بہرصورت بہتر سمجھا کہ ان کے تجارتی قافلوں کے راستوں کو پرخطر بنا دیا۔ جنگ بدر اسی کا نتیجہ تھا۔ قرآنِ مجید میں ہے۔

واذ یعدکم اللہ احدی الطائفتین انہا لکم ۵۶

اور جب خدا تم سے وعدہ کرتا تھا۔ کہ دونوں جماعتوں میں (فوج اور کاروانِ تجارت) سے ایک تم کو ملے گا۔ اِس کاروانِ تجارت کے متعلق ہے۔ والرکب اسفل منکم۔ ۵۷ کاروان تم سے ادھر تھا۔

قریش نے مسلمانوں کو حج سے روک دیا تھا۔ تو مسلمانوں نے شام کی تجارت کا قافلہ روکنے کی مؤثر دھمکی دلائی ۵۸ ۶ھ میں اس ڈر کی وجہ سے مقام حدیبیہ پر مسلمانوں سے صلح کی تھی۔

اسلام کے بعد قریش کی تجارت ختم نہ ہوئی بلکہ اور تیز ہو گئی۔ حضرت ابوبکر صدیق بہت بڑے تاجر تھے۔ خود بصرٰی تک تجارتی سامان لے کر جاتے۔ مقام پران کا کپڑے کا کاروبار تھا۔ خلیفہ بننے کے بعد بھی یہ مشغلہ جاری تھا۔ لیکن جب صحابہ کرام نے بیت المال سے وظیفہ لینے پر اصرار کیا تو پھر اس پیشہ کو چھوڑ دیا۔

---

۵۵ بخاری شریف جلد دوم ص۵۷۷ باب قتل ابی رافع عبداللہ بن ابی الحقیق۔ نور محمد مالک کارخانہ کتب دہلی۔

۵۶ قرآن مجید سورہ انفال۔ آیت ۷

۵۷ قرآن مجید انفال۔ آیت ۴۲

۵۸ بخاری شریف۔ ج ۲۔ اول مغازی ص۵۶۳۔

حضرت عمر فاروقؓ خود تاجر تھے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے آنحضرتؐ کا کوئی بیان ارشاد فرمایا۔ حضرت عمرؓ نے اس کی تصدیق چاہی تو انصار نے کہا ہمارا بچہ بچہ اس کی شہادت دے گا۔ چنانچہ ابو سعید خدریؓ نے اس کی تصدیق چاہی تو حضرت عمرؓ نے معذرت کی اور وجہ یہ بیان کی۔

"اَخَفِیَ علی من امر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الھانی الفصق بالاسواق" ۹۰ھ یعنی الخروج الی التجارۃ

مجھ پر آنحضرت کا ارشاد اس لیے مخفی رہا کہ میں اپنی تجارت میں زیادہ منہمک رہتا تھا۔ حضرت عثمان بہت بڑے تاجر تھے۔ جن کے متعلق بہت سے واقعات مشہور ہیں۔ کہ وہ اللہ کی راہ میں بہت زیادہ مال خرچ کرتے تھے۔ چنانچہ جنگ تبوک یعنی "جیش العسرۃ" میں انہوں نے ۳۰۰ اونٹ بمعہ سازوسامان خدمت نبوی میں پیش کیے تھے۔ تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا۔

مَاضَرَّ عُثْمَانُ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْیَوْمِ ۹۱ھ

آج کے بعد اگر عثمان کوئی عمل نہ بھی کرے تو کوئی حرج نہیں۔ دو دفعہ فرمایا۔

حضرت زبیر بن عوام کا اصل ذریعہ معاش تجارت تھا۔ آپ کے مال میں اتنی برکت ڈالی گئی۔ کہ جس کام کو شروع کرتے اللہ تعالیٰ برکت ڈال دیتے۔ کامیابی ہوتی۔ ۹۲ھ

۸۹ھ طبقات ابن سعد جلد ۳ صـ۱۷۲، صـ۱۷۴۔ طبقات الکبریٰ دار صادر بیروت طبقات الکبریٰ جلد ۳ صـ۱۷۲ - صـ۱۷۴ لابن سعد بیروت۔

۹۰ھ بخاری کتاب البیوع۔ الخروج الی التجارۃ جلد اول صـ۲۷۷

۹۱ھ مسند احمد بحوالہ مشکوٰۃ شریف، صـ۵۶۱ باب مناقب عثمان۔

۹۲ھ الاستیعاب جلد ۱ صـ۲۰۸

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف شروع ہی سے تجارت کرتے تھے۔ جب ہجرت کی تو سعد بن ربیع انصاری سے ان کی "مواخاۃ" کرادی گئی۔ حضرت سعد نے اپنا آدھا مال اور دو بیویوں میں سے ایک بیوی دینا چاہی۔ لیکن انہوں نے شکریہ کرکے واپس کردیا اور فرمایا مجھے بازار لے جاؤ۔ چنانچہ جلد ہی اخراجات پورے کرنے لگے۔ ۹۳

آپؓ نے زراعت بھی کی "خیبر اور مقام جرف" آپ کی تجارت کے اہم مرکز تھے۔ ۹۴

حضرت عباسؓ بہت بڑے مالدار آدمی تھے۔ یہ سب مال انہیں تجارت سے ہی حاصل ہوا تھا۔ سود کو معاف کرتے وقت آنحضرت نے ارشاد فرمایا تھا۔ سب سے پہلے میں اپنے چچا عباس کا سود معاف کرتا ہوں ۹۵

حضرت عبداللہ بن عمر اونٹوں کی تجارت کرتے تھے۔ مقام بقیع پر اونٹ لے جاتے اور انہیں فروخت کرکے روزی کماتے۔ ۹۶

حضرت عطارد (تمیمی) کا سامانِ تجارت غیر ممالک میں جایا کرتا تھا۔ اور وہاں سے اچھا سامان آتا۔ ایک دفعہ ایک خوبصورت جوڑا فروخت کرنے کے لیے ان کے پاس آیا۔ تو حضرت عمرؓ نے آنحضرتؐ سے درخواست کی کہ اس کو اپنے واسطے خرید لیجئے۔ اور وفود کی آمد پر اس کو زیب تن فرمایا کریں ۹۷۔

---

۹۳ بخاری جلد اول ص۲۷۵۔ کتاب البیوع پہلا باب

۹۴ الاستیعاب۔ جلد ۳ ص۴۰۳۔ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب۔ ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن عمر بن عبداللہ۔

۹۵ (۱) مسلم شریف جلد ۴ ص۴۱
(۲) مشکوٰۃ شریف ص۲۵۵ باب قصہ حجۃ الوداع۔ مسلم بن حجاج قشیری باب حجۃ النبیؐ مکمل آٹھ جلدیں۔

۹۶ بن ساحد بحوالہ التجارۃ فی الاسلام۔

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ ایک مشہور تاجر صحابی ہیں۔ آپ کا پیشہ طباخی تھا۔ آپ نے مدینہ میں ایک کھانے کی دوکان کھولی تھی۔ جس سے آپ کو بہت نفع ہوا۔ مرتے وقت چار ہزار دینار اور بہت سے مکانات چھوڑے۔ ۹۸(۱)

صحابہ کرام تجارت کے اتنے دلدادہ ہو گئے تھے کہ اگر کوئی انہیں گھر بیٹھے سامان زندگی مہیا کرنا چاہتا تو بھی وہ اس کو قبول نہ کرتے۔

حضرت عمر فاروقؓ کے زریں دور میں جب ایران شام اور مصر کے علاقے فتح ہو گئے اور دنیا بھر کی دولت مدینہ میں آگئی۔ تو حضرت عمرؓ نے تمام مسلمانوں کا بیت المال سے وظیفہ مقرر کرنا چاہا۔ اس پر حضرت ابو سفیانؓ کے الفاظ قابل غور ہیں

"أديوان مثل ديوان بني الاصفر فاكلوا على الديوان وتركوا التجارة (۲) ۹۸"

"کیا رومیوں کی طرح (ہمارے نام بھی) درج رجسٹر ہوں گے۔ اگر آپ نے وظیفے مقرر کر دیئے۔ تو لوگ اس کے عادی ہو جائیں گے۔ اور تجارت چھوڑ دیں گے۔

سب صحابہ کرام خود محنت کر کے اپنی روزی کماتے تھے۔

عرب کے بازار

عرب میں بڑے بڑے تجارتی میلے لگتے تھے عکاظ کا میلہ بہت ہی تاریخ میں مشہور رہا ہے۔ قریش زیادہ تر عکاظ اور ذوالمجاز میں شریک ہوتے تھے۔ ذوالمجاز کا میلہ مکہ میں لگتا اور حج تک قائم رہتا۔ ۹۹

---

۹۷ مسلم شریف (کتاب اللباس) جلد ۲ صـ ۱۳۵ مسلم بن حجاج قشیری آٹھ جلدوں میں

۹۸ (۱) طبقات الکبری ابن سعد جلد ۳ صـ ۱۱۴ بیروت ۷۵ء، مصر

(۲) فتوح البلدان صـ ۴۶۳ - بحوالہ التجارۃ فی الاسلام صـ ۸۲ - عبد القیوم ندوی

۹۹ تاریخ یعقوبی جلد ۱ صـ ۳۱۴

اسلام کی قبولیت کے بعد لوگوں نے ان میلوں میں شرکت کو بُرا جانا حج میں خرید و فروخت کو برا جانا۔ [٦٠]

قال ابن عباس کان ذو المجاز وعکاظ متجر الناس فی الجاهلیة فلما جاء الاسلام کانهم کرهوا ذلك حتی نزلت

تو قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی۔

لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم [٦١]

"تمہارے لیے کوئی حرج نہیں اگر (حج کے زمانہ میں) اپنے پروردگار کا فضل تلاش کرو۔"

بعدازاں ان میلوں میں وہی پہلی سی رونق ہوگئی۔ تقریباً سوا سو برس تک یہ زمانہ اسلام میں قائم رہے۔ سب سے پہلے عکاز کا میلہ سرد ہوا۔ ۱۲۹ھ میں خارجیوں کی لوٹ مار کی وجہ سے بند ہوا۔ اس کے بعد کچھ عرصہ تک دوسرے بازار چلتے رہے۔ بصریٰ اور اذرعات میں بنوامیہ کے اہتمام سے بڑا بازار لگتا تھا [٦٢]

عرب کے بازاروں کی تفصیل "کتاب الازمنہ والاسکنہ۔ کتاب المحبر" اور "تاریخ یعقوبی میں لکھی گئی ہے۔ اس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔ تیرہ مقامات پر بڑے میلے لگتے تھے۔ زیادہ تر مشہور درج ذیل ہیں۔

دومۃ الجندل[1]۔ مشتر[2]۔ صحار[3]۔ دبا[4] الشحر[5]۔ عدن[6]۔ صنعا[7]۔ حضرموت[8]
عکاز[9]۔ ذوالمجاز[10]۔ منیٰ[11]۔ خیبر[12]۔ یمامہ[13]

سب سے پہلے دومۃ الجندل کے مقام پر میلہ لگتا تھا۔ یہ مقام شام کے پاس حجاز کی آخری سرحد پر واقع ہے۔ یکم ربیع الاول سے ۱۵ ربیع الاول تک بڑا جمگٹا رہتا تھا۔ ۱۵ ربیع الاول کے بعد گھٹنا شروع ہوتا تھا۔ کلب اور جدید

---

[٦٠] بخاری شریف اول ج۱ ص۲۳۵۔ کتاب الحج (باب التجارۃ) نور محمد۔ دہلی ہند

[٦١] قرآن مجید۔ البقرۃ آیت ۱۹۸

[٦٢] فتح الباری جلد ۳ ص۴۷۳ حافظ احمد بن حجر عسقلانی رحمہ

دو قبیلے اس کے پڑوس میں آباد تھے۔ ایک شخص ان قبیلوں میں سے حاکم ہوتا۔ عرب کے علاوہ شام اور عراق کے تاجر بھی اس کی اجازت سے بازار لگاتے۔ رئیس خود بھی تجارت کرتا تھا۔ اور جب تک اس کا اپنا مال بک نہ جاتا کسی اور کو خرید و فروخت کی اجازت نہ ملتی۔ یہاں خرید و فروخت اس طرح سے ہوتی کہ جس کو جو مال پسند ہوتا اس پر ایک کنکر ڈالتا۔ قیمت پہلے طے ہو جاتی۔ جس مال پر کنکری پڑتی۔ اتنی قیمت ادا کرنی پڑتی۔ دومۃ الجندل سے میلہ مشتر (بحرین) میں آکر جمتا تھا۔ جمادی الاول کا پورا مہینہ رہتا تھا عبد القیس اور تمیم کے یہاں باشندے تھے۔ تمیم کا رئیس بازار کا حاکم ہوتا تھا۔ تمام ملک عرب سے لوگ یہاں آتے تھے۔ چونکہ ایران قریب تھا۔ اس لئے ایران کے تاجر بھی یہاں آتے تھے۔ یہاں خرید و فروخت کا طریقہ یہ تھا کہ بائع اور مشتری دونوں خاموش رہتے۔ اور صرف اشاروں سے بات چیت ہوتی تھی۔ اکیسویں رجب سے مجار (عدن) میں سوداگر جمع ہونا شروع ہو جاتے۔ لگلے بازاروں میں جو لوگ نہ آسکتے اس میں آجاتے۔ یہاں خرید و فروخت کا طریقہ یہ تھا کہ سامان قرینہ سے لگا ہوتا۔ گاہک پتھر پھینکتے جس پہ پڑ جاتا اٹھا لیتے۔ یہاں سے ہٹ کر "رجب" کی آخری تاریخ کو عمان کی بندرگاہ "دبا" میں جہاں ملک ملک سے سوداگر آتے تھے۔ ان میں سندھ۔ ہند۔ چینی اور سبھی اہل مشرق و مغرب آتے تھے۔ ۔ ۳؎

عرب کی چیزیں اور بر دریا کی چیزیں یہاں بکتی تھیں۔ یہاں سے اٹھ کر تمام سوداگر "شحر" میں جمع ہو جاتے تھے۔ جو بحرِ عرب کے ساحل پر حضر موت اور عمان کے بیچ واقع ہے۔ نصف شعبان سے یہاں میلہ شروع ہوتا تھا۔ یہ میلہ ایک پہاڑ تلے لگتا تھا۔ جس پہ ھودؑ نبی کی قبر تھی۔ اس میلہ پر کوئی ٹیکس نہ لگتا تھا۔ کیوں کہ یہ کسی مملکت کی زمین نہ تھی۔ چمڑا۔ کپڑا نباتاتی دوائیں اور

۳؎ (۱) کتاب المحبر۔ ابو جعفر محمد بن حبیب بن امیہ۔ ہاشمی لبغدادی۔ متوفی ۲۴۵ھ
مطبعہ دائرۃ المعارف عثمانیہ حیدر آباد دکن ۱۳۶۱ھ

تمام ضرورت کی چیزوں کی یہاں خرید و فروخت ہوتی تھی ۱۰۴

اس کے بعد "عدن" یہ میلہ لگتا۔ یہاں پر بحری راستوں سے تجارت کرنے والے سوداگر زیادہ ہوتے تھے۔ یکم سے بیس رمضان تک یہ میلہ رہتا تھا۔ سلاطین یمن یہاں کا انتظام بہت اچھے طریقے سے کرتے تھے۔ یہاں ہر قسم کے عطر اور خوشبوئیں فروخت ہوتی تھیں۔ یہ چیزیں بحری راستے سے ہندوستان اور سندھ تک اور خشکی کے راستہ سے ایران اور روم تک جاتی تھیں۔ عربوں کا دعویٰ تھا کہ ان کے علاوہ دنیا میں کوئی خوشبو بنانا نہیں جانتا ۱۰۵

ان کے بعد "صنعاء" کا میلہ لگتا تھا۔ یہ یمن کا دارالحکومت تھا۔ اس مقام پر روئی۔ زعفران اور رنگوں کی تجارت ہوتی تھی۔ کپڑا اور لوہا خرید کر یہاں سے لوگ لے جاتے تھے۔ ۱۵ ر رمضان المبارک سے ۳۰ ر رمضان تک یہاں چہل پہل رہتی تھی۔ اس کے بعد "عکاظ" اور "حضرموت" دو مقامات پر ۱۵ ذی قعدہ سے ایک ہی وقت میں میلہ لگتا تھا۔ عکاظ جاہلیت کا سب سے بڑا بازار تھا۔ یہ میلہ نجد اور عرفات کے درمیان لگتا تھا۔ اس میں قریش ہوازن غطفان خزاعہ حارث بن عبد مناۃ۔ عقل اور مصطلق وغیرہ کے قبائل جمع ہوتے تھے۔ خطباء تقریریں کرتے۔ شعراء اپنا کلام سناتے۔ حکام فیصلے کرتے۔ شیدخ معاہدات کی دفعات طے کرتے۔ ذوالحجہ کے چاند کو دیکھ کر یہ میلہ ختم ہو جاتا تھا اور سب لوگ ذوالمجاز کے بازار میں چلے آتے تھے۔

ذوالمجاز۔ عکاظ سے قریب ہے۔ ۸ ر ذوالحجہ تک لوگ جمع رہتے۔ بعد ازاں حج کر کے تمام لوگ اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو جاتے تھے۔ ۱۰۶

---

۱۰۳ (۲) کتاب الازمنہ والامکنہ جلد ۲ صہ ۱۶۳ ابو علی مرزوقی۔ حیدرآباد دکن

۱۰۴ کتاب الازمنہ والامکنہ جلد ۲ صہ ۱۶۴ ابو علی مرزوقی اصفہانی

۱۰۵ کتاب الازمنہ والامکنہ۔

ابو علی مرزوقی اصفہانی۔

۱۰۶ کتاب الازمنہ والامکنہ جلد ۲۔ صہ ۱۶۱ ابو علی مرزوقی۔

سر ولیم میور نے اپنی کتاب " لائف آف محمدؐ " میں عکاظ کے میلہ کا ذکر کیا ہے ۔ عکاظ میں سالانہ میلہ لگتا تھا ۔ مکہ سے تین دن کی مسافت پر سایہ دار کھجوروں اور ٹھنڈے چشمے مسافروں اور تاجروں کے لیے کڑوے سفروں کے بعد عمدہ آرامگاہ بناتے تھے ۔ اس موقعہ پر یہودی اور عیسائی بھی آتے تھے ۔ ؎۵

؎۵ لائف آف محمد سر ولیم میور ۔ بحوالہ سیرۃ المصطفٰی ابراہیم سیالکوٹی جلد اول صـ۱۵۵ ۔

خریدار حضرات متوجہ ہوں

بہت سے احباب کی مدت خریداری اس شمارے کے بعد ختم ہو جانے کی ۔ بطور اطلاع ان کے بعد آنے والے پرچے پر " آپ کا چندہ ختم ہے " کی مہر لگا دی گئی ہے ۔ اپنا پرچہ چیک کرلیں اور نوٹ فرمالیں کہ اس اطلاع کے بعد، پندرہ دن کے اندر اندر، آئیندہ خریداری جاری رکھنے کی صورت میں سالانہ زرِ تعاون بذریعہ منی آرڈر روانہ فرمادیں یا اگلے ماہ کا شمارہ) بذریعہ وی پی پی وصول کرنے کے لئے تیار رہیں ——— اور اخدانخواستہ آئندہ خریداری جاری نہ رکھنے کی صورت میں دفتر کو اطلاع دیں کہ وی پی پی روانہ نہ کیا جائے ۔

یاد رکھیے! وی ۔ پی ۔ پی واپس کرنا اخلاقی جرم ہے

● بعض اوقات تازہ پرچہ محفوظ رکھنے کی خاطر وی پی پیکٹ میں پرانا پرچہ ارسال کر دیا جاتا ہے اور وی پی پی وصول ہونے کے فوراً بعد تازہ پرچہ عام ڈاک سے روانہ کر دیا جاتا ہے ۔ لہٰذا اسے کسی بددیانتی پر محمول نہ کیا جائے ۔ والسلام! (مینیجر)